تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ہفت روزہ **ندائے خلافت**

جلد نمبر4 شمارہ نمبر19 | 2تا8ذوالحجہ 1415ھ 3اپریل تا9مئی 95ء | خبرنامہ شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان | قیمت فی پرچہ: ایک روپیہ

علماء خطبات جمعہ میں عوام کو خود ساختہ فلسفوں اور من گھڑت واقعات سنانے کی بجائے قرآنی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

ڈاکٹر اسرار احمد

"قتل مرتد" کا قانون نافذ کیا جائے۔ ہمیں مظلوم کی مدد کے ساتھ ساتھ ظالم کے ظلم کو بھی روکنا ہو گا۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو ووٹ کا حق نہیں ہو گا۔

مسلمانوں کی غالب اکثریت کے ملک میں بھی قادیانی اور عیسائی کھلم کھلا تبلیغ کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو "مرتد" بنا رہے ہیں

نماز جمعہ حزب اللہ کا ہفتہ وار اجتماع ہے جس میں اسلام کے بنیادی نظریہ توحید کی یاددہانی کروائی جاتی ہے۔ علماء خطبات جمعہ میں عوام الناس کو خود ساختہ فلسفوں اور من گھڑت واقعات سنانے کی بجائے انہیں قرآنی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ انبیاء کرام کی دعوت درحقیقت انسانیت کو تباہی و بربادی سے بچانے کی پکار ہے جب کہ فریبی اور مفاد پرست سیاستدان عوام کو خوش نما نعروں کے ذریعے سبز باغ دکھا کر گمراہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب کسی قوم کا اجتماعی ضمیر بگڑ جاتا ہے تو وہ اپنے خیر خواہوں اور نصیحت کرنے والوں کو بھی پسند نہیں کرتی۔ اسلام انسانیت کی خیر خواہی اور بھلائی کا حکم دیتا ہے مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ حکمرانوں کی شان میں قصیدے لکھے جائیں اور ان کے سامنے سپاس نامے پیش کئے جائیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف مظلوم کی مدد کے لئے اٹھ کھڑی ہو بلکہ اسے ظالم کے ظلم کو بھی روکنا ہو گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ پارلیمانی نظام حکومت کی بجائے صدارتی نظام زیادہ موزوں بھی ہے اور نظام خلافت سے قریب تر بھی۔ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر مسلمان ووٹر براہ راست صدر کا انتخاب کریں، جس میں غیر مسلموں کو ووٹ کا حق نہیں ہو گا۔ اس کی وضاحت میں انہوں نے کہا کہ نظریاتی ریاست میں قانون ساز اسمبلی کے لئے ایسے لوگوں کو ووٹ کا حق نہیں دیا جاسکتا جو اس نظریے پر ایمان ہی نہ رکھتے ہوں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا توہین رسالت کی سزا موت ہے، یہ مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ حکومت توہین رسالت کے قانون میں یکطرفہ ترامیم کر کے اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے سے باز رہے۔ تاہم قانون میں الزام کی صحت سے متعلق کوئی ابہام یا سقم موجود ہے تو اسے نمائندہ علماء اور نظریاتی کونسل کے ذریعے دور کیا جا سکتا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا ہے کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت کے ملک میں بھی قادیانی اور عیسائی کھلم کھلا تبلیغ کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو "مرتد" بنا رہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قانون ناموس رسالت کی طرح "قتل مرتد" کا قانون بھی نافذ کیا جائے تاکہ مسلمانوں کو عیسائی اور قادیانی بننے سے روکا جا سکے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے اقبالی بیان آرڈیننس کے حوالے سے کہا کہ پولیس کے لکھے ہوئے بیان کو فیصلے کی بنیاد قرار دینے سے عدلیہ کے کردار کو مفلوج کرنے کے مترادف ہے۔ اس آرڈیننس کے نفاذ سے ہر قسم کی "لاقانونیت" قانون کا روپ دھار لے گی۔

امیر تنظیم اسلامی نے ملی یکجہتی کونسل کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا ہے کہ تنظیم اسلامی کو اس میں شرکت کی دعوت ہی نہیں دی گئی۔ اگر مجھے اس میں شریک ہونے کی دعوت دی جاتی تو میں لازماً اس میں شامل ہوتا۔ انہوں نے ملی یکجہتی کونسل کے قیام کو مبارک قدم قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ کونسل فرقہ واریت کے انسداد کے لئے بھرپور طریقے سے محنت کرے۔ انہوں نے کہا ملی یکجہتی کونسل نفاذ اسلام کے ضمن میں مثبت کردار ادا کرے لیکن اگر وہ نفاذ اسلام کے ضمن میں بھی "یکجہت" نہ ہو سکے تو پھر اور کونسی یکجہتی پیدا کرنا مقصود ہے؟ کونسل اہل تشیع کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ ایران میں اختیار کردہ طریق کار کو پاکستان کی حد تک اپنے لئے قبول کرنے کا اعلان کردیں۔ اس سے نفاذ اسلام کے راستے کی ایک بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ کراچی کا مسئلہ پورے ملک کے لئے "ٹائم بم" کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو پھٹ کر پورے ملک کو تباہی سے دوچار کر سکتا ہے۔ کراچی کی صورت حال پر جلد قابو نہ پایا گیا تو یہ آگ پورے صوبہ سندھ کو اپنی لپیٹ میں لے کر ملک کی سالمیت کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی قیادت میں تین رکنی وفد نے قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف سے ملاقات کی۔

لاہور (پ ر) امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ اور قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ جس میں تنظیم اسلامی کے نائب امیر ڈاکٹر عبد الخالق اور ناظم اعلیٰ عبد الرزاق بھی موجود تھے۔ تنظیم اسلامی اور مسلم لیگ کے رہنماؤں نے ملکی صورت حال پر تفصیلی بات جیت کی۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ کراچی کا مسئلہ ملک کی سلامتی اور قومی یکجہتی کے لئے ایک بڑا خطرہ بن چکا ہے جس کے حل کے لئے تمام محب وطن قوتوں کو آگے آنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ اسے الگ صوبہ بنا دیا جائے۔ صرف صوبہ سندھ کی تقسیم کو سندھی کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے لہٰذا پنجاب سمیت چاروں صوبوں کو تقسیم کر کے نئے صوبے تشکیل دیے جائیں۔ صوبوں کی نئی تشکیل آبادی کے تناسب سے کی جائے اور پورے ملک کو بارہ صوبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ گویا ہر صوبہ کم از کم ایک کروڑ کی آبادی پر مشتمل ہو۔

امیر تنظیم اسلامی نے اپنی موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب کو کم سے کم پانچ صوبوں میں تقسیم کیا جائے جبکہ سندھ کے تین صوبے بنائے جائیں۔ بلوچستان اور سرحد کے دو دو صوبے تشکیل دیے جائیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے میاں نواز شریف سے کہا کہ مسلم لیگ ایک بڑی سیاسی قوت کے اعتبار سے پیش قدمی کر کے صوبوں کی نئی تشکیل کے ضمن میں ایک کمیشن تشکیل دے جو نمائندہ شخصیات سے مل کر صوبوں کی نئی تشکیل کے حوالے سے ایک جائزہ مرتب کرے کہ اس سلسلہ میں کون سی رکاوٹیں اور خدشات حائل ہیں۔

باقی صفحہ ۴

پانچ روزہ احتجاجی کیمپ کے آخری روز امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قومی اخبارات کے نمائندوں کو بریفنگ دی جسے نوائے وقت نے نمایاں حیثیت سے شائع کیا۔

لاہور (خصوصی رپورٹر) ۲۸/ اپریل۔ تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد نے موجودہ معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام کے خاتمے اور اس کی جگہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے لئے پرامن مزاحمتی تحریک کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ وہ فیصل چوک میں تنظیم اسلامی کے پانچ روزہ دعوتی کیمپ کے اختتام پر اخبار نویسوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے ملی یک جہتی کونسل کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ انہیں جونیجو دور میں متحدہ شریعت محاذ کی تحریک کا بڑا تلخ تجربہ ہے، یک جہتی کونسل میں بھی کافی تعداد میں وہی لوگ ہیں، جنہوں نے شریعت محاذ کے پلیٹ فارم سے اعلان کیا گیا کہ ۲۷ رمضان المبارک تک شریعت بل منظور نہ ہوا تو وہ پارلیمنٹ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ لیکن وہ یکم رمضان سے پہلے ہی اس اعلان سے دستبردار ہو گئے اب انہوں نے ۲۷ مئی سے تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے، خدا کرے اس کا حشر ۲۷ رمضان المبارک والا نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی جماعتوں کی یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ وہ اپنے بیشتر وسائل اور توانائیاں انتخابات میں ضائع کرتی ہیں۔ حالانکہ اسلامی نظام کے لئے الیکشن کی بجائے پرامن مزاحمتی تحریک کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل حمید گل اور عمران خان بھی مزاحمتی تحریک کی بات کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ یہ تحریک کس کے خلاف اور کن مقاصد کے لئے ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے مولوی حضرات اور نئی نسل کے درمیان "جنریشن گیپ" نہیں۔ بلکہ "صدیوں کا گیپ" ہے۔

ان حالات میں خدا نے مجھے صلاحیت دی کہ جدید دور میں لوگوں کو قرآن کا پیغام سمجھا سکوں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا۔ ورنہ خود قائداعظمؒ نے کیبنٹ مشن پلان تسلیم کر کے، پاکستان کا قیام دس سال کے لئے موخر کر دیا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ہم "فنڈامینٹلسٹ" تو ہیں، لیکن "ٹیررسٹ" نہیں، ہمیں اپنی بنیاد سے وابستہ رہ کر اجتہاد کے ذریعے جدید زمانے کا ساتھ دینا ہے۔ پرامن مزاحمتی تحریک کے لئے ایک اسلامی انقلابی پارٹی کی ضرورت ہے، جس کے ارکان پہلے خود اپنے آپ پر، اپنے گھر پر اور اپنی معیشت پر اسلامی نظام نافذ کریں اور ایک امیر کی اطاعت کے پابند ہوں۔ ورنہ مالاکنڈ جیسے واقعات ہوتے ہیں کہ "امیر صاحب" منت سماجت کر رہے ہیں اور لوگ مورچوں سے باہر آنے کو تیار نہیں ہوتے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ انہیں ملی یک جہتی کونسل میں شرکت کی دعوت نہیں دی گئی تھی، کیونکہ اس میں وہ جماعتیں شامل ہیں جو الیکشن کے ذریعے تبدیلی میں یقین رکھتی ہیں۔ اسی طرح ہم بھی اپنے اجتماعات میں ان جماعتوں کو نہیں بلاتے، جو انقلاب میں یقین نہیں رکھتیں۔ ڈاکٹر اسرار نے کہا کہ میں نے ۱۹۷۷ء میں نے پی این اے کی تحریک کی بھی حمایت نہیں کی تھی، کیونکہ اس میں نظام مصطفیٰ کو صرف سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا تھا، وہ تحریک بنیادی طور پر بھٹو کے مخالف تھی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں نے فقہ جعفریہ والوں سے کہا ہے کہ انہیں پاکستان میں اپنے لئے اسی حیثیت کو قبول کرنا چاہیے، جو حیثیت ایران میں اہل سنت کی ہے۔ اس کے بغیر یہاں ملت اسلامیہ کا اتحاد ممکن نہیں۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

بیمار صنعت یا بیمار روح

جنرل (ریٹائرڈ) محمد حسین انصاری

ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق وطن عزیز میں اس وقت ۳۶۰۰ بیمار صنعتی ادارے (Sick industrial units) بند پڑے ہیں۔ چند دوست بیٹھے اس صورت حال کے عوامل، مضمرات اور نتائج پر سوچ بچار کر رہے تھے کہ ان میں سے ایک کہہ اٹھا کہ جس ملک میں کروڑہا انسانوں کی روح بیمار ہو وہاں ساڑھے تین ہزار صنعتی یونٹس کی بیماری چہ معنی دارد۔ اس جملے نے ایک نئی بحث چھیڑ دی۔ طویل مباحث اور مختلف تاویلوں کے باوجود وہ محفل کسی حتمی نتیجے پر پہنچے بغیر برخواست ہو گئی تاہم اس بظاہر لاحاصل گفتگو کے دوران اتنے اشارے میسر آئے کہ ان پر سنجیدگی سے غور کرنے کے نتیجے میں قومی سوچ بچار کی نئی جہتیں آشکار ہوں گی۔

قومی زندگی کا ایک پہلو جس پر تادیر بحث ہوئی یہ تھا کہ باوجودیکہ پاکستانی قوم کی نظر میں پاکستان کی تخلیق کا مقصد ہی دین اسلام پر مبنی ایک آزاد معاشرے کا قیام تھا لیکن نصف صدی گزر جانے پر بھی اس مقصد کا حصول دور دور تک دکھائی نہیں دیتا۔ اس کی وجہ اکثر ساتھیوں کی رائے میں یہ تھی کہ قوم کی روح بیمار ہے۔ تمنا ہے عزم نہیں۔ خواہش ہے عمل نہیں۔ دعویٰ ہے یقین نہیں۔ رسم ہے مقصد نہیں۔ وہم ہے دلیل نہیں۔ تصنع ہے حقیقت نہیں۔ خواب ہے تعبیر نہیں۔ اسلام ہے ایمان نہیں۔ تعصب ہے تحقیق نہیں۔ تبصرہ بلاشبہ درست ہے مگر اس صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ یوں تو پوری قوم ذمہ دار ہے، ہم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ مرض کی تشخیص دوا کی نسبت زیادہ ضروری ہے کیونکہ دوا کا دارومدار ہی صحیح تشخیص پر ہے۔ ہم نے بلا تشخیص بہت سی سیاسی دوائیں استعمال کیں اور اسی لئے کوئی بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ پہلے نو برس میں نو حکومتیں تبدیل کیں۔ چھبیس سال فوجیوں کو برداشت کیا جن کی آمریت کے دوران بی ڈی سسٹم، صدارتی نظام، رنگیلائی انداز، غیر جماعتی سسٹم، شورائی نظام اور اسلامی شعائر کی من پسند تاویلوں کے تجربات کا مشاہدہ کیا۔ پہلی بار، اور اب تلک آخری بار، ایک منتخب حکومت نے چھ سال پورے کئے۔ دو منتخب حکومتوں کو تقریباً دو اور تین سال بعد صدارتی اور فوجی اشتراک سے ہٹانے کی سازش کو کامیاب ہوتے دیکھا۔ اور اب موجود حکومت کو دو سال مکمل ہونے سے پہلے نکال باہر کرنے کی سر توڑ کوشش کے نتائج کے منتظر ہیں۔ کیا ہم اب بھی غور و فکر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا حسب سابق نہ بر آنے والی امید لئے خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں کہ حالات خود بخود سنور جائیں گے۔ اللہ رب العزت نے تو فرمایا کہ "اللہ اسی طرح واضح طور پر اپنے احکامات تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم دنیوی اور اخروی معاملات میں غور و فکر کرو" (سورۃ بقرہ، آیت ۲۱۹)۔ قومی معاملات بھی عجیب گورکھ دھندا ہیں۔ بااثر لوگ سبز باغ دکھا کر عوام الناس کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں اور انتخابات کے موقع پر عوام کے ووٹوں کے بل بوتے پر ایوان اقتدار کی زینت بنتے ہی نظریں پھیر لیتے ہیں۔ عوام سے کئے وعدے دھرے رہ جاتے ہیں اور انہیں اپنی ذاتی خدمت کی ایسی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ کچھ اور سوجھتا ہی نہیں۔ ان کی کامیابی کا راز ایسی ہاتھ صفائی میں ہوتا ہے کہ اپنا لگے تو کچھ نہ مگر اپنا بنے سب کچھ۔ یہ ہے وہ داؤ جو وراثت میں انہیں ملتا ہے اور جسے خوب کامیاب ہوتا وہ اپنی آنکھوں دیکھتے ہیں۔ اس کوشش میں ایک آسان مشغلہ فیکٹریاں اور ملیں لگانا ہوتا ہے۔ اقتدار کی دھونس میں بنک سے قرضہ لینا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ منصوبہ (feasibility) بازار سے چھپا چھپایا مل جاتا ہے۔ در آمد کئے جانے والی مشینری کی قیمت میں اتنا اضافہ ظاہر کر سکنا کہ پورے منصوبے میں اپنی جانب سے کوئی رقم لگانی نہ پڑے ان لوگوں کے لئے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہر سطح پر بندھا کمشن منصوبے کی منظوری کو مزید آسان بنا دیتا ہے۔ یہی حال ہوا ہو گا ان ۳۶۰۰ بیمار صنعتی اداروں میں سے ہر ایک کا۔ ان فیکٹریوں کے بند ہو جانے سے بہت کچھ بگڑا، سب کا بگڑا۔ نہیں بگڑا تو فیکٹریاں لگانے والوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ آیئے دیکھیں کیسے؟ پیسہ ڈوبا تو بنکوں کا۔ مالی نقصان ہوا تو قوم کا۔ صنعتی پیداوار میں کمی ہوئی تو ملک کی۔ بے روزگار ہوئے تو عوام۔ ان تمام نقصانات کا بالواسطہ یا بلاواسطہ بوجھ بالآخر عوام پر ہی پڑے گا یعنی ان لوگوں پر جو امراء کی آسائش کے لئے جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں۔ یہ ہے وہ بیماری جو ہر طرف لگی ہے۔ امراء اور جاگیرداروں کو ہوس کی اور عوام کو بے حسی کی۔ دولت کی ہوس تو اکثر قبر کی مٹی ہی پورا کرتی ہے لیکن عوام کو قوم و ملک کی خوشحالی کے لئے اور اپنی زندگی باعزت بسر کرنے کے لئے رب کریم کے اس حکم کی تعمیل کرنی چاہئے کہ امانتیں ان لوگوں کے حوالے کرو جو اس اہم ذمہ داری کے اہل ہوں۔ یہ سانحہ یقیناً توجہ طلب ہے کہ ایک وقت دنیا کی سب سے بڑی اور اب دوسری بڑی اسلامی ریاست کی قومی قیادت کہاں سے چلی اور اب کہاں پہنچی ہے۔ What a fall! اتنا تنزل! آیئے سنجیدہ غور و فکر کے ذریعے مذکورہ بیماری کا علاج کریں اور قرآن و سنت کی روشنی میں ایک آزاد، صحت مند اور خوشحال معاشرے کو تشکیل دیں۔

☆☆☆

حلقہ لاہور ڈویژن کے تحت "عشرہ دعوت" کے دوران مسلسل پانچ روز تک لاہور کی معروف اور مصروف ترین شاہراہ قائد اعظم پر واقع فیصل چوک (بالمقابل پنجاب اسمبلی) پر احتجاجی کیمپ لگایا گیا۔

تنظیم اسلامی کے پر امن مظاہروں میں ایک نئی جہت کا اضافہ۔ مرزا ندیم بیگ

ہماری موجودہ معاشرتی زندگی دھینگا مشتی، فساد اور اکھاڑ پچھاڑ سے عبارت ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ نظم وضبط جیسی اصطلاحات ہمارے ہاں متروک ومعیوب ہو چکی ہیں۔ بنیادی معاشرتی اکائی "خاندان" سے لے کر قومی اجتماعی پلیٹ فارم یعنی "قومی اسمبلی" تک میں ہمارے اجتماعی رووں کی صحیح تر عکاسی پیش ہوتی ہے۔ حالانکہ اسلام اجتماعیت کا دین ہے اور ہمیں ہر معاملے میں ڈسپلن اور ضبط وتحمل کا خوگر بننے کی تعلیم دیتا ہے۔

ہمارے ہاں تقریبات خواہ ذاتی ہوں یا قومی نوعیت کی ان میں ہلڑ بازی بے قاعدگی اور ہائے ہو کا ہونا از حد ضروری ہو چکا ہے اور یہی کیفیت ہماری ملکی، تحریکی اور جماعتی زندگی میں بھی نظر آتی ہے۔ تنظیمی اجلاس ہو یا احتجاجی مظاہرہ اسے اس وقت تک کامیاب نہیں گردانا جاتا جب تک کہ اس میں پتھراؤ، گاڑیوں کا جلانا، ٹریفک کا بلاک کرنا اور قومی ونجی املاک کو نقصان پہنچانا شامل نہ ہوں۔ لیکن اس معاشرتی بدنظمی میں ایک قابل تحسین مثال "تنظیم اسلامی پاکستان" کی ہے جو نہ تو گوشہ نشینی کی قائل ہے اور نہ ہی قومی اور اجتماعی معاملات میں گونگی بہری ہے بلکہ ملک میں جاری ظالمانہ واستحصالی بلکہ مکروہ نظام کی بیخ کنی کے لئے کوشاں ہے اور اس کے لئے حقیقی اور واقعی پریشر گروپ کی تشکیل میں مصروف ہے۔ اور اس کا اظہار اکثر اوقات اپنے منظم اور پر امن مظاہروں میں کرتی رہتی ہے اور شاید عوام الناس کے لئے یہ بات حیران کن ہو کہ نہ تو آج تک کسی مظاہرہ میں پتھراؤ یا گھیراؤ جلاؤ کی نوبت آئی اور نہ ہی کبھی کتمان حق کا ارتکاب ہوا۔

ماضی میں سودی نظام، ایٹمی مسئلہ، بے روزگاری، مہنگائی، اخبارات میں فحاشی وعریانی اور رشوت ستانی جیسے لاتعداد مسائل پر وقتاً فوقتاً آواز حق بلند ہوئی۔ ان مظاہروں کا مقصد فی الوقت رائے عامہ کو بیدار اور تیار کرنا ہے اور منظم افرادی قوت کے حصول تک اسی مشقت کو جاری رکھنا ہے اور ان شاء اللہ قوت کے حصول کے بعد ظالمانہ نظام کے خاتمہ کی بھرپور کوشش پیش نظر ہے۔ انہی منظم مظاہروں کے حوالے سے تنظیم اسلامی پاکستان کی تاریخ میں ایک نئے باب یعنی "احتجاجی کیمپ" کا اضافہ ایک قابل ستائش پیش قدمی کا مظہر ہے۔

اسلامی نظام کے لئے الیکشن کی بجائے پر امن مزاحمتی تحریک کی ضرورت ہے

اسی سلسلہ کا پہلا کیمپ گذشتہ دنوں لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام فیصل چوک شاہراہ قائد اعظم لاہور پر ۲۲ تا ۲۷ اپریل لگایا گیا۔ جس میں لاہور کے رفقاء اور معاونین نے بہت ہی جوش وخروش کا مظاہرہ کیا اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ آخری روز امیر تنظیم اسلامی پاکستان جناب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے خود شرکت کی اور قومی پریس سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کو بریفنگ دی۔

یہاں پر ہماری انتظامیہ کے رویے کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ جو قریباً ہر روز اس پروگرام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے کوشاں رہی۔ ان رکاوٹوں کی ناکامی میں کیمپ کے ناظم نعیم اختر عدنان کی حکمت عملی کو خاص دخل حاصل ہے۔ حالانکہ یہی انتظامیہ "نام نہاد حقوق انسانی" کی تنظیموں کے مظاہروں کے سامنے بے بس ہوتی ہے اور ہو بھی کیوں نہ انکی پشت اور عزائم کے پیچھے ہمارے غیر ملکی آقا ہیں جنہیں ہمارے حکمران بھی ناراض نہیں کر سکتے۔

اسرہ بھکڑیوالی کا تربیتی اجتماع

بھکڑیوالی (نامہ نگار) تنظیم اسلامی اسرہ بھکڑیوالی کے زیر اہتمام گذشتہ دنوں ایک تربیتی اجتماع نقیب اسرہ محمد اشرف ڈھلوں کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اجتماع کی صدارت مرزا ندیم بیگ نائب ناظم حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن نے کی۔ اجتماع میں امان اللہ، ڈاکٹر ظفر اللہ، محمد بوٹا چیمہ، محمد اشرف ڈھلوں اور مرزا ندیم بیگ نے خطاب کیا۔ اس اجتماع میں نوجوان مقرر امان اللہ کا خطاب شہادت علی الناس کے موضوع پر بہت عمدہ خطاب کیا، اس اجتماع میں اسرہ کے تمام رفقاء نے شرکت کی۔

قلعہ کالروالہ میں دعوتی اجتماع

قلعہ کالروالہ (نامہ نگار) تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ناظم محمد شاہد اسلم نے گذشتہ دنوں پسرور اور قلعہ کالروالہ کا دورہ کیا۔ قلعہ کالروالہ میں تنظیم کے منفرد رفیق ڈاکٹر اکرام علی اظہر نے اپنی رہائش گاہ پر ایک دعوتی اجتماع منعقد کیا۔ جس میں ناظم حلقہ شاہد اسلم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دین بندہ مومن سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اللہ کی غلامی کو اختیار کر کے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنے تن من دھن کو قربان کر دے۔ آج دین پوری دنیا میں سرنگوں ہے اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو دین کے غلبہ کے لئے اجتماعی جدوجہد کے لئے تیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کے پیش نظر بھی یہی مقصد ہے۔

حلقہ غربی پنجاب کی دعوتی سرگرمیاں

۱۲ اپریل کو جھمرہ روڈ پر واقع گاؤں چک نمبر ۱۹۱ (رب) ملوآنی میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرنے کی دعوت رفیق محترم عارف ولی صاحب کی جانب سے موصول ہوئی۔ جس کی تعمیل کے لئے ملک احسان الٰہی اور حسین رضا پر مشتمل دو رکنی قافلہ مذکورہ گاؤں پہنچا۔ جامع مسجد کے خطیب (ریٹائرڈ) پولیس ملازم ہیں جنہیں امیر تنظیم اسلامی کے دروس قرآن پر مبنی کیسٹ دی گئی تھی۔ اس کاوش کے نتیجے میں خطاب جمعہ کی دعوت ملی۔ احسان الٰہی ملک نے "ایک مسلمان کی بنیادی ذمہ داریاں اور حب رسول" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخرت میں جوابدہی کے تصور پر مبنی حدیث رسول ؐ کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ دنیوی زندگی میں انسان جن محبتوں کا اسیر بن جاتا ہے سورہ توبہ کی ایک جامع آیت کی روشنی میں اس کی وضاحت کی گئی۔ نزدیکی گاؤں باگے والا سے منیر حسین اور محترم شمشاد انور صاحب بھی خصوصی طور پر اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ دونوں حضرات تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن سے تعلق رکھتے ہیں۔

مرتب: حسین رضا

☆☆☆

کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز کی انتظامیہ کی طرف سے حلقہ غربی پنجاب کے دفتر میں دعوت خطاب موصول ہوئی۔ جس کی روشنی میں ۱۸ اپریل کو عظمت قرآن کے موضوع پر فیکٹری کے مختلف شعبوں کے مینیجرز اور جنرل مینیجرز سے ڈاکٹر عبد السمیع نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا قرآن مجید انسانیت کے لئے ابدی ہدایت نامہ ہے۔ جس میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے راہنما اصول دیے گئے ہیں۔ قرآن مجید کی ہدایت کے ذریعے انسانوں کے دل بیماریوں سے شفایاب ہوتے ہیں۔

انسانی معاشرے کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے سابقہ اقوام کے حالات وواقعات کی وضاحت نہایت ہی حکیمانہ انداز سی کی گئی ہے۔ پروفیسر خان محمد اور ناظم حلقہ محمد رشید عمر صاحب بھی ڈاکٹر عبد السمیع کے ہمراہ اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ محمد اقبال اور محمد اعجاز کی خدمات قابل ذکر ہیں جن کی وجہ سے یہ پروگرام منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی وجہد کو قبول فرمائے۔

تنظیم اسلامی ڈیرہ اسماعیل خان میں تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی کے اغراض ومقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رفیق تنظیم جناب محمد صادق کی کاوشوں سے گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ ڈیرہ کی مسجد میں ۱۵ شوال سے قرآن کالج کے عنوان سے قرآن کی تدریس کے پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ جس کا افتتاح پروفیسر واصل محمد صدیقی نے کیا۔

خلافت عثمانیہ کیا تھی کیا سمجھی گئی؟

صلیبیوں کی عالم اسلام کے خلاف سازشیں' ماضی اور حال کے آئینے میں

اسرائیل کے قیام سے عالم اسلام کے خلاف لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں شدت پیدا ہو گئی ہے

از قلم پروفیسر منور مرزا' ماخوذ روزنامہ "نوائے وقت"

آج سے تقریباً آٹھ عشرے قبل اہل صلیب نے شہر ادرنہ کا محاصرہ کیا' پیش نظر یہ تھا کہ ترک مسلمانوں کو یورپ کی سرزمین سے رفتہ رفتہ دھکیل دیا جائے' اور یہ چلا جاتا تو پھر قسطنطنیہ کی راہ آسان ہو جاتی تھی پھر گویا عثمانی ترکوں کو ایشیا کی حدود تک محدود رکھا جا سکتا تھا۔ جب ادرنہ پر حملہ ہوا تو جنرل شکری پاشا کو مجبوراً رخصت ہونا پڑ گیا۔ حضرت علامہ اقبال کی نظم "محاصرہ ادرنہ" اسی موقع پر مرقوم ہوئی' اس نظم کا دوسرا شعر ہے۔

گرد صلیب گرد قمر حلقہ زن ہوئی
شکری حصار درنہ میں محصور ہو گیا

وہی گرد صلیب آج بھی چاند کے گرد گھیرے ڈالے ہوئے ہے' اب اس شعر کی صورت کچھ یوں نظر آتی ہے۔

گرد صلیب گرد قمر حلقہ زن ہوئی!
اسلام ہر دیار میں محصور ہو گیا!!

"اسلام" تو روح ہے' خوشبو ہے' نور ہے' رحمت ہے' شفا ہے لہٰذا اسلام کو محصور قرار دینا محض مجاز مرسل ہے' یہاں اسلام کے محصور ہونے سے مراد ہے اہل اسلام کا محصور ہونا' ہر جگہ اہل صلیب نے امت مسلمہ کو کسی نہ کسی طرح جکڑ کر عاجز کر رکھا ہے۔ علامہ شبلی نے تحریر فرمایا تھا۔

مراکش جا چکا' ایراں گیا' اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ترکی کا مریض ناتواں کب تک!

یورپی قوتوں کے حملے بلقان پر بھی جاری تھے اور طرابلس پر بھی جسے اب ہم لیبیا کہتے ہیں' علامہ اقبال کی بہت سی اردو نظموں کا پس منظر دور نکبت تھا' ایران کا شمالی حصہ روس نے دبا رکھا تھا اور جنوبی حصے پر انگریز قابض تھے' باقی سارے عالم اسلام پر صلیبی قوتوں کا قبضہ تھا' تیونس' الجزائر' مصر' انڈونیشیا' ملایا (اب ملیشیا) برعظیم پاک و ہند وغیرہ' لے دے کے ترکی ہی کی سلطنت باقی تھی جو عثمانی خلافت کہلاتی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہونے والی خلافت کے مہ تاباں کی ایک ٹمٹماتی ہوئی نشانی تھی' سارا مسیحی یورپ درپے تھا کہ اس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے چنانچہ سربیا' بلغاریہ' یونان اور مانٹی گرو کی صلیبی فوجوں نے بلقان کے اکثر و بیشتر حصوں سے ترکی کو نکال باہر کیا۔ قسطنطنیہ اور فقط تھوڑا سا اور حصہ بچ گیا۔ باقی خلافت کی جو حالت تھی وہ ناگفتہ بہ'

سلطان عبدالحمید ثانی کے سوانح حیات اور ان کی ڈائری دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے' حیرت ہوتی ہے کہ وہ سلطان عثمانی کس کس محاذ پر لڑ رہا تھا' روس سے لے کر برطانیہ تک ہر صلیبی قوت نے ہر ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈال رکھی تھی' فلاں سڑک روس پسند نہیں کرتا لہٰذا نہیں بننی چاہئے۔ فلاں ریلوے برطانیہ اور فرانس کے مفاد کو مجروح کرتی ہے چنانچہ نہیں بننی ہے۔ فلاں فلاں قرضے نہیں ملنے چاہئیں اور فلاں فلاں قرضے نہیں اترنے چاہئیں' خلافت کی حدود کے اندر آباد بے شمار یہودی اور مسیحی آبادی ذرا ذرا سی بات پر اور باہر والی صلیبی قوتوں کی شہ پر سلطان عبدالحمید کے لئے درد سری رہتی تھی..... کبھی آرمینیا میں شورش کبھی سالونیکا میں (آج پاکستان کے احوال دیکھیں صلیبیوں کی سب سے بڑی قوت کو ہماری یہ سڑک پسند نہیں۔ ہمارا وہ ہتھیار پسند نہیں' ہماری فلاں معاشی حکمت عملی پسند نہیں' علیٰ ہذا)

مگر اس سے بھی زیادہ پریشانی سلطان عبدالحمید کو خود اپنے مسلمان برادران مملکت سے تھی' اگر غیر مسلم درد سر تھے تو یہ مسلمان درد جگر تھے' ان لوگوں کو آرام طلبی اور آرزو سے محرومی نے ناکارہ بنا رکھا تھا' فری میسن اداروں کا جال بچھایا ہوا تھا' جن میں اس دور کے مشہور و معروف پاشا حضرات نے تعلیم پائی تھی' اور ان کا انجمن اتحاد و ترقی پر تسلط تھا۔

یہ وہ پاشا حضرات تھے جن کے ناموں کے ساتھ ہم بے خبر لوگ ازراہ احترام غازی لکھا کرتے تھے' (غالباً یہاں مرزا صاحب کا اشارہ مصطفیٰ کمال پاشا اور عصمت انونو پاشا کی طرف ہے۔ ادارہ) ترکی میں آباد یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے بیرونی ہم مذہب و ہم کیش قوتوں کے ساتھ ایکا کر کے خلافت عثمانیہ کو برباد کرنے کی ٹھان رکھی تھی' ساتھ ان کے وہ ترک عناصر شامل تھے جنہیں سلطان عبدالحمید نے ملکی مفاد اور ترقی کی خاطر یورپ میں سائنسی اور عسکری تعلیم دلوائی تھی۔ ان یورپ پلٹ لوگوں کو صاحب بہادری اور روشن خیالی نے جہاد کی راہ سے ہٹا کر دین دشمن قوتوں کا حلیف بنا دیا' یا اس سے بھی بڑھ کر حالت تاسف یہ تھی کہ اہل فقہ و ارباب فتویٰ حضرات بھی صلیبی اور یہودی ہم وطنوں کے ہمراہ روشن خیال بن بیٹھے' یہ نہ سمجھے کہ دشمنوں کی روشن خیالی کے پراپیگنڈہ کی مراد کیا ہے' سلطان عبدالحمید ثانی کی ڈائری سے دردناک حقائق سامنے آتے ہیں اور افسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ نے اس بیچارے کے احوال و مصائب کو نہ اس وقت سمجھا تھا اور نہ بخوبی آج تک سمجھا ہے' غیروں نے اور غیروں کے پڑھائے ہوئے اپنوں نے وہ شور و غل مچایا اور سلطان عبدالحمید کو اس اس طرح مجرم' غافل' بددیانت' نامعقول اور ظلمت پرست بنا کر پیش کیا کہ اس کی اصل کیفیت ہمارے سامنے آ ہی نہ سکی۔

غرض یہ تھا بیرونی یلغار اور اندرونی انتشار کا عالم جس کی بدولت عثمانی عساکر کے قدم کہیں بھی ٹک نہیں رہے تھے اور شکست پر شکست حاصل ہو رہی تھی' علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان برعظیم کے مسلمانوں کو ان پے در پے شکستوں کے دل شکن اثرات سے بچانے کے لئے بڑی ہمت سے کام لے رہے تھے' مولانا ظفر علی خان کا انداز اپنا تھا اور حضرت علامہ کا انداز اپنا' خطاب بہ نوجوانان اسلام' مسلم' شمع و شاعر' شکوہ جواب شکوہ وغیرہ نظمیں اسی دور یعنی ۱۹۱۱ء تا ۱۹۱۳ء کی تخلیقات ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

اسی دور میں ہندی امت مسلمہ کو جو انگریزی استعمار کی پہلے ہی شکار تھی مایوسی اور ناامیدی سے بچانے کے لئے فرمایا۔

قسمت عالم کا مسلم کوکب تابندہ ہے
جس کی تابانی سے افسون سحر شرمندہ ہے
آشکارا ہیں مری آنکھوں کا اسرار حیات
کہہ نہیں سکتے مجھے نومید پیکار حیات!
کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے
ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے!

ان اشعار کو پڑھ کر اس دور کے مسلم نوجوانوں پر کیا گزرتی ہو گی؟ اس دور کے صاحب بہادروں کی اولاد کہتی ہو گی کہ علامہ اقبال آئیڈیلسٹ ہیں۔ انہونی شے کو منزل مقصود بنا رہے ہیں لیکن مسلمان نوجوانوں کی اکثریت مثبت اثر قبول کرتی تھی اور ان شعروں کو حرز جاں بنائے رکھتی تھی..... "اگر ایسا نہ ہوتا تو آگے چل کر حصول پاکستان کی جنگ کیسے لڑتی" حضرت علامہ اقبال نے اس بلقانی ہزیمت درد امن پس منظر کے باوصف شمع و شاعر کے آخر میں لکھا تھا۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی!
آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک
بزم گل کی ہم نفس باد صبا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے!

دوسرے شعر میں یہ احساس دلایا ہے کہ آج امت مسلمہ کے معاشرے ایک دوسرے سے جدا ہیں اور اس لئے جدا ہیں کہ ان پر غیر اقوام نے قبضہ کر رکھا ہے۔ کہیں برطانیہ مسلط ہے' کہیں فرانس' کہیں اٹلی' کہیں روس' کہیں ہالینڈ' کہیں سپین' ان استعماری قوتوں نے اپنے اپنے پاسپورٹ نافذ کر کے مسلم امت کی وحدت کو دلنریزی' فرانسیسی' اطالوی اور برطانوی رعیتوں کی صورت دے کر ایک دوسرے سے جدا کر دیا مگر علامہ اقبال نے حوصلہ دیا کہ وہ وقت آنے والا ہے جب فقط ہندی مسلم ہی آزاد نہ ہو جائیں گے بلکہ عالم اسلام آزاد ہو جائے گا۔

آج ہم پھر بلغاری نواح میں مسلمانوں پر ٹوٹنے والی جس قیامت کا منظر دیکھ رہے ہیں۔ اس جیسا بہ وجود عاجزی و نکبت کا منظر علامہ اقبال دیکھ رہے تھے۔ مگر ارشاد کر رہے تھے کہ گھبرائیں نہیں۔ یہ دور امتحان ہے' یہ للکار ہے۔

ہے جو ہنگامہ بپا یورش بلغاری کا
غافلوں کے لئے پیغام ہے بیداری کا
تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا' خود داری کا
کیوں ہراساں ہے صہیل فرس اعدا سے
نور حق بجھ نہ سکے گا نفس اعدا سے

اور اس بند سے ذرا پہلے بڑی ایمان افروز خوشخبری دی تھی آج میں پھر سوچتا ہوں کہ واقعی اللہ والے نہ کبھی شکار غم ہوتے اور نہ مایوس' علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

دیکھ کر رنگ چمن ہو نہ پریشاں مالی!!
کوکب غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی
خس و خاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی
گل بر انداز ہے خون شہداء کی لالی
رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے!
یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

ان حالات سے فقط علامہ اقبال' مولانا ظفر علی خان اور مولانا محمد علی جوہر ہی پریشان نہ تھے' سارا عالم اسلام مضطرب تھا۔ کوئی اسلامی ملک ایسا نہ تھا جس میں استعماری قوتوں کے خلاف تحریکیں موجود نہ تھیں' آج بھی یہی حال ہے۔ صلیبی' یہودی اور ہنودی ان تحریکوں کو بنیاد پرست کی گالی دیتی ہیں' ہر یہودی' صلیبی اور مسلمان اگر اپنے مذہب کا سچا پیرو ہے تو لازماً بنیاد پرست ہے ہاں متعصب' تنگ نظر اور غیر رواداری ہونا تو دوسری بات ہے۔ یہ صفات جس جماعت میں بھی ہوں وہ غیر محمود ہیں۔ مسلمان اگر مسلمان ہے تو وہ بنیاد پرست ہے لیکن وہ غیر محمود صفات جو میں نے گنائی ہیں وہ بالیقین مسلمانوں میں دوسرے اہل مذاہب کے مقابلے میں بہت کم ہیں' مگر اپنے دین کی پاسداری کے جرم میں مسلمانوں کو گالی دینا سراسر تعصب ہے' بہرحال اس یورش بلغاری اور بلقانی خونخواری کا حتمی انجام یہ ہوا کہ یورپ کے خون آشامی کی سزا مغربی طاقتوں کو مل گئی۔ جنگ عظیم اول میں بلا مبالغہ لاکھوں اہل صلیب و یہود خون میں نہا گئے' حضرت علامہ اقبال نے ۱۹۰۷ء میں انتباہ کر دیا تھا کہ اے یورپ والوں تمہاری تہذیب فقط مشینی ہلاکت خیز قوت اور بدنی عیاشی پر استوار ہے۔ یہ بنیاد کمزور ہے لہٰذا یہ تہذیب زیادہ مدت نہیں چلنے کی' تمہارے سروں کو جو غرور کا نشہ چڑھ گیا ہے اس نے دماغوں میں خون فاسد بھر دیا ہے چنانچہ نتیجہ یہ ہو گا کہ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا
دیار مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زر کم عیار ہو گا

یورپ والوں کو یہ پہلی سزا ملی' اس جنگ عظیم اول کے بعد بعض مسلم ممالک آزاد ہو گئے۔ ترکی افغانستان اور کسی قدر عراق و سعودی عرب وغیرہ اہل مغرب کے استعمار کا سورج اس کے باوصف نصف النہار پر تھا' ہر اسلامی ملک میں آزادی کی تحریکیں' کہیں کمزور اور کہیں زوردار چل رہی تھی' ترکوں کی مثال بھی کسی قدر حوصلہ بندھا رہی تھی' حضرت علامہ کے بقول۔

ہوئے احرار ملت جادہ پیما کس تحمل سے!!
تماشائی شگاف در سے ہیں صدیوں کے زندانی

جوں جوں مسلمان آزادی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے تھے توں توں استعماری قوتوں کے سروں میں خون رعونت زیادہ گرمائش پیدا کر رہا تھا اور عیاں ہے کہ قدرت خون فاسد نکالنے کا بندوبست اپنی طرف سے بھی کر دیتی ہے۔ حضرت علامہ اقبال کی نگاہ الہام آشنا اس منظر کو یوں دیکھتی تھی۔

کرتی ہے ملوکیت آثار جنوں پیدا!!
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز!!

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صلیبیوں کے گھر میں ایک شخص پیدا کر دیا جس نے صلیبی استعمار کے وجود سے خون فاسد بڑی حد تک نکال دیا' اس شخص کا نام نامی اور اسم گرامی ہٹلر اعظم تھا' اس شخص کی بدولت صلیبی مغرب کی غلامی میں مبتلا قوتوں کی راہ آزادی آسان ہو گئی۔

ہالینڈ' برطانیہ اور فرانس کی کمر ٹوٹ گئی۔ روسی استعمار کی کمر ذرا بعد میں شکست پذیر ہوئی' بہرحال تماشا دکھا کر مداری گئے' ہٹلر اعظم کی جرمن قوم نے ہماری راہ آزادی آسان کر دی تھی' ہم نے افغانستان کے ساتھ مل کر دو ٹکڑوں میں منقسم جرمنی کو تقسیم کرنے والی دیوار ڈھا دی' ہٹلر اعظم نے برطانیہ اور فرانس کو کس قدر عاجز کر کے رکھ دیا تھا۔ اس امر پر الجیریا' برعظیم پاک و ہند اور انڈونیشیا وغیرہ کی آزادی پر قلم اٹھانے والے انگریز' فرانسیسی اور دیگر اہل قلم نے جس جس طرح روشنی ڈالی ہے وہ داستان طویل ہے۔

"ضیاء شہید فاؤنڈیشن" کے زیر اہتمام ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے میں نے عرض کیا تھا کہ صلیبی قوتوں کو ہٹلر کے ہاتھوں بے بس ہو کر مسلم اور غیر مسلم ممالک چھوڑنے پڑے لیکن جوں جوں ان کے ہوش بحال ہونا شروع ہوئے انہیں مسلمانوں کے آزاد ہو جانے کا دکھ ستانے لگا۔ اب صلیبی قوتوں میں سب سے زیادہ طاقتور امریکہ ہے۔ جرمنی' فرانس' انگلینڈ خود کھلے بندوں خواہ پوشیدہ طور پر امریکہ کے معاون ہیں لہٰذا بڑی چابکدستی سے بھی اور بے رحمی سے بھی دوبارہ "گرد صلیب گرد قمر حلقہ زن ہوئی" کا نظارہ اہل صلیب کا مطلوب منظر ہے' اس لئے اہل صلیب پھر مسلم اقوام کے درپے ہیں۔ کہیں ننگی جارحیت کارفرما ہے کہیں حیلہ گری اور دسیسہ کاری اور اب اسرائیلی قوت بھی صلیبی قوت میں شامل ہو گئی ہے' اسرائیلیوں کو انتقام تو اہل صلیب سے لینا چاہئے تھا جن کے ایک قبیلے نے ان کے بے شمار افراد کو جہان باقی کی طرف منتقل کیا تھا مگر وہ صلیبیوں کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں کی تاخت و تاراج میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اریٹیریا اور ایتھوپیا میں یہودیوں نے اہل صلیب کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ لاکھوں فلسطینیوں کو رسوا اور بے گھر کیا اور آج بھی یہی ہو رہا ہے' یہودیوں کے دشمنوں کی فہرست میں پاکستان کا نمبر ایک ہے۔ اس لئے کہ تمام اسلامی ممالک میں پاکستان ہی سب سے زیادہ اہلیتوں کا مالک ہے' سوڈان کا قصور یہ ہے کہ وہ آئین اسلام کا پاسبان رہنا چاہتا ہے یہی گناہ ایرانیوں اور الجیریا والوں کا ہے' عراقیوں کو بہت سے صلیبی ممالک نے مل کر کچل ڈالنے کی کوشش کی تاکہ اس سارے نواح میں اسرائیل کو "کوس لمن الملک الیوم" بجا سکے۔

ہر اسلامی ملک میں چچا سام کے عزیز چچا سام کی برخورداری کا دم بھر رہے ہیں' کہیں فرانس ممد ہے' کہیں برطانیہ' کہیں اسرائیل.... پاکستان کے خلاف اسرائیل کے علاوہ چچا سام کے ساتھ ہندو قوت بھی شامل ہے' چچا سام کے کئی مقامی بھتیجے اور ان بھتیجوں کے کئی بابے پاکستان کی شان بلند ہونے کی راہ میں حائل ہیں' مگر اس وقت نہ علامہ اقبال موجود ہیں' نہ ظفر علی خان اور نہ مولانا کے روحانی فرزند آغا شورش... آج نامی گرامی شعراء میں کوئی نہیں جو چچا سام اور غلام باباؤں کے چھلکے اتارے۔

اور بات چلی تھی بلقانی مسلمانوں کے قتل' رسوائی اور بربادی کی' آج پھر وہی کچھ ہو رہا ہے مگر کوئی نہیں جو شورش بلغاری و رومانی میں سے نغمہ امید نکال کر سنائے اور بتائے کہ "گل بر انداز ہے خون شہداء کی لالی"..... دن بدلیں گے' لہٰذا یہ سامی' چچا سامی اور ستنامی حلقہ گردن ٹوٹ کر رہے گا اور ان شاء اللہ سارے مسلم ممالک بہرمعنی آزاد ہو جائیں گے"۔

ہمارا ایمان ہے کہ "یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے!"

حلقہ آزاد کشمیر کی دعوتی سرگرمیاں

ناظم حلقہ جناب خالد محمود عباسی نے پانچ رفقاء کے ہمراہ آزاد کشمیر کا تین روزہ دورہ کیا۔ راولا کوٹ' چک ائرپورٹ' باغ' ہاڑی گہل کے علاوہ دھیر کوٹ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔

دھیر کوٹ میں جن اہم شخصیات سے ملاقات ہوئی ان میں راجہ عبدالحکیم' راجہ سجاد احمد ایڈوکیٹ' محمد منیر طاہر' رمضان عباسی' پروفیسر عثمان' پروفیسر ریاض اصغر ملوٹی اور دیگر تجارت پیشہ احباب شامل تھے۔ دھیر کوٹ میں واقع "کشمیر ٹورسٹ ان ہوٹل" میں ہفتہ وار درس قرآن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ درس بروز پیر بعد نماز ظہر منعقد ہوا کرے گا۔

رپورٹ: محمد حفیظ طاہر

پتہ:

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب
ہفت روزہ
ندائے خلافت لاہور

مدیر: اقتدار احمد
نائب مدیر: نعیم اختر عدنان
ترتیب و تزئین: غازی محمد وقاص
رابطہ آفس: A-67 گڑھی شاہو لاہور
فون: 6305110 - 6316638

رجسٹرڈ ایل نمبر ---- 9184
شمارہ ——— 19
جلد ——— 4
مقام اشاعت : K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور

ہمارا جھنڈا

اگرچہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ زمانہ امن میں بھی جھنڈے کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے تاہم اس کی ایجاد دراصل زمانہ جنگ کی ضرورت کے تحت ہوئی تاکہ جھنڈا میدان جنگ میں لڑنے والوں کے عزم کی گواہی دے اور مرکزی قیادت کے مقام کی نشاندہی کرتا رہے۔ اسی لئے جھنڈے کی اہمیت اور حفاظت جنگ کے اسلحہ سے کم نہ تھی۔ میدان کار زار میں علم بردار تنظیم کے عزم کا امین سمجھا جاتا تھا۔ اسے اپنی جان سے بڑھ کر جھنڈے کی حفاظت کرنا ہوتی۔ جب تک جان میں جان رہتی وہ جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیتا۔ اسی لئے تو ایک نائب علم بردار ہمہ وقت اس کے ساتھ تعینات رہتا تاکہ بوقت ضرورت وہ خود جھنڈے کا محافظ بن جائے۔ اب جھنڈا زمانہ امن وجنگ میں یکساں طور پر جدوجہد کی علامت بن چکا ہے البتہ جنگ کی نوعیت' حکمت عملی اور ٹیکنالوجی تبدیل ہو جانے کی وجہ سے جھنڈے کو جنگ کے دوران کسی محفوظ مقام پر رکھ دیا جاتا ہے۔

تنظیم اسلامی کی بڑھتی ہوئی انقلابی جدوجہد کے پیش نظر اکتوبر 1994 میں محسوس کیا گیا کہ اب تنظیم کا اپنا جھنڈا ہونا چاہیے۔ چنانچہ آئندہ دو ماہ کے دوران مرکزی اسرہ کی میٹنگز میں مختلف ڈیزائن زیر غور آئے اور بالآخر اس جھنڈے کا ڈیزائن منظور کیا گیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا۔ اس جھنڈے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ صفین میں استعمال کیا۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ خصوصی پہچان کی خاطر تنظیم اسلامی کا مونوگرام اس پر ثبت کر دیا جائے۔

☆☆☆

Liwa: Battle standared of the Prophet Mohammad (may the blessings of God and peace be upon him and his descendants), used by Hazrat Ali in the battle of Siffin, 657 A.D. Reconstructed by Martin Hinds (Al Abhath, XXIV, 1971).

Islamic
Arms
and
Armour
of
Muslim India

Dr. Syed Zafar Haider

Bahadur Publishers
Lahore

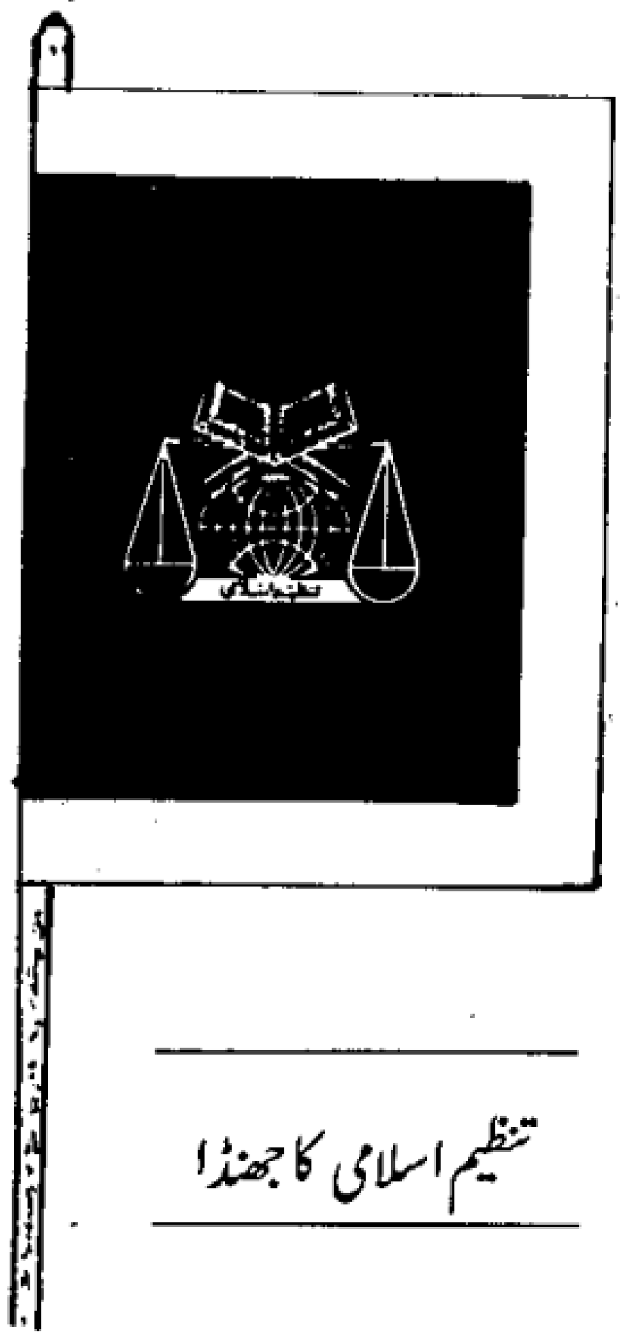

تنظیم اسلامی کا جھنڈا

ناظم اعلیٰ کا دورہ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ (نامہ نگار) تنظیم اسلامی پاکستان کے ناظم اعلیٰ عبد الرزاق نے گزشتہ دنوں حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے دفتر کا دورہ کیا اور ناظم حلقہ شاہد اسلم اور نائب ناظم حلقہ مرزا ندیم بیگ سے ملاقات کی اور تنظیمی امور اور حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کی تفصیلی صورتحال کا جائزہ لیا۔ اس ملاقات میں انہوں نے تنظیمی ودعوتی کام کی بہتری اور اسے تیز کرنے کے لئے بھی مشورے دیے۔

سانحہ ارتحال

تنظیم اسلامی کے رفیق احمد نواز کے ماموں گذشتہ دنوں طویل علالت کے بعد سرگودھا میں وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

مالی نقصان کا صدمہ

رفیق تنظیم عبدالغفور بسلسلہ ملازمت ابو ظبی گئے ہوئے ہیں۔ ان کے گھر واقع فیصل کالونی اسلام آباد میں چوری ہوگئی۔ ڈیڑھ لاکھ سے زائد مالیت کا حامل قیمتی سامان چوروں کے ہاتھ لگا۔ قبل ازیں رفیق محترم کے بھائی اور والدہ کے انتقال کا سانحہ پیش آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان صدموں کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ :

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ کا حل وہاں کے لوگوں کے احساس محرومی کو ختم کر کے ہی نکالا جا سکتا ہے۔ سیاسی محرومی کے احساس کا ازالہ بڑے سے بڑے ترقیاتی اور فلاحی منصوبے بھی نہیں کر سکتے اور سیاسی محرومی کا یہ احساس تمام اقدامات کو بے نتیجہ کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ہمارے ملک کے لئے پارلیمانی نظام کی بجائے صدارتی نظام زیادہ موزوں ہے۔ میاں نواز شریف نے اس تجویز کی بھرپور اور پرزور تائید کرتے ہوئے کہا کہ پورے ملک سے بالغ رائے دہی کی بنیاد پر صدر کا براہ راست انتخاب ہونا چاہیے۔

اسی سلسلہ میں قبل ازیں تنظیم اسلامی کا وفد صدر مملکت فاروق احمد لغاری اور کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان سے بھی مل چکا ہے۔

قبل ازیں امیر تنظیم اسلامی نے میاں نواز شریف سے ان کے والد میاں محمد شریف کی خیریت بھی دریافت کی۔

دعائے صحت کی اپیل

دفتر حلقہ پنجاب شمالی کے معتمد جناب عبد الرشید کے والد سخت بیمار ہیں۔ فالج کے حملہ کی وجہ سے وہ مکمل طور پر سکتے کی حالت میں ہیں۔ تنظیم کے رفقاء واحباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

فیروزوالہ میں نائب امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبد الخالق کے خطاب کا خلاصہ

حافظ محمد صدیق نوری' محمد اشرف وصی' ڈاکٹر عبد الخالق'

کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی دلی تمنا یہ نہ ہو کہ نظام خلافت قائم ہونا چاہیے۔ جس نظام کو حضورؐ نے قائم کر کے دکھایا اور صحابہ کرام نے اسے کامیابی سے چلا کر دکھایا۔ جس مسلمان کا سینہ اس خواہش اور تمنا سے خالی ہے وہ گویا مسلمان ہی نہیں۔ ہم نے یہ خطہ ارضی' یہ پاک وطن بھی تو اسلام کے عملی نفاذ کے لئے حاصل کیا تھا۔ انگریز حکومت اور ہندو کی مشترکہ غلامی سے نجات حاصل کرنے کا مقصد دین کا نفاذ ہی تو تھا۔ ورنہ سب جانتے ہیں کہ انگریزی عہد حکومت میں بھی فوجی چھاؤنیوں تک میں اذانیں دی جاتیں اور نمازیں پڑھی جاتی تھیں' عمرہ وحج پر کوئی پابندی نہ تھی۔ پابندی تھی تو دین کے اجتماعی احکامات پر تھی۔ اسلام کے یہی اجتماعی احکام جب نافذ العمل ہوں تو نظام خلافت قائم ہو جاتا ہے۔ گویا دین کے اجتماعی احکام کے نفاذ کا نام ہی نظام خلافت کا قیام ہے۔ اسی بابرکت نظام کے قیام کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔

کیا یہ ملک اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں سے گوری چمڑی والے انگریز تو چلے جائیں مگر کالی چمڑی والے دیسی انگریز حکمران بن جائیں۔ جن کی وجہ سے عوام الناس کی عظیم اکثریت تعلیم' علاج' رہائش جیسی بنیادی انسانی ضروریات تک سے محروم ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے عظیم قربانیاں اس لئے تو نہیں دی تھیں کہ یہاں ظلم کا نظام قائم کر دیا جائے۔

اجتماعی احکام کے نفاذ کا نام ہی نظام خلافت کا قیام ہے۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی بطور خلیفہ ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے جنہوں نے لوگوں کی کفالت عامہ کا بندوبست فرمایا۔ اور یہ اصول متعین فرمادیا کہ ہر شہری کو بنیادی ضروریات کی فراہمی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ آج گوری چمڑی والے انگریزوں کی بجائے کالی چمڑی والے "انگریز" ہم پر مسلط ہیں۔ یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں' حج وعمرے بھی کرتے ہیں (زیادہ تر سرکاری خزانے سے) مگر یہی لوگ اسلام کے نظام کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ان کی ذاتی عیاشیاں اور اللے تللے ختم نہیں ہوتے۔ ملک پاکستان میں اسلام کے نفاذ کا خواب ابھی شرمندہ تکمیل ہے۔ اسلام اور پاکستان ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام کا نام پاکستان کے وجود کے ساتھ نتھی ہو چکا ہے' جسے کوئی جدا نہیں کر سکتا۔ نہ نواز شریف اپنی بنیاد پرستی سے انکار کر کے اور نہ بے نظیر امریکی اشیرباد کے ذریعے بنیاد پرستی کے خاتمے کے ناکام منصوبوں کے ذریعے۔ پاکستان کی مثال تو حضرت سلمان فارسی جیسی ہے جو سلمان ابن اسلام کہلاتے تھے۔ اسی طرح پاکستان کا سب کچھ' از اول تا آخر اسلام ہی ہے۔ یہی اس کے بقاء کا ضمن ہے۔

ہمارے بزرگوں نے عظیم قربانیاں اس لئے تو نہیں دی تھیں کہ یہاں ظلم کا نظام قائم کر دیا جائے۔

عشرہ دعوت کے دوران تنظیم اسلامی لاہور غربی میں ہونے والے جلسہ عام کا منظر

قربانیاں دے کر ہی اسلام کو سربلند کیا جاسکتا ہے۔

اسلام کا نظام لانے کے لئے ہمیں جدوجہد کرنا ہوگی' خواہشات کی قربانی کے ذریعے' مال کی قربانی دے کر۔ اللہ اور رسول کے احکامات کے تابع رہ کر اپنی خواہشات کی تکمیل کا سامان کریں۔ اپنے مستقبل کو دین کے مستقبل سے وابستہ کردیں۔ اپنے اور بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے قربانی دینے کا جذبہ پیدا کریں۔ قربانیاں دے کر ہی اسلام کو سربلند کیا جاسکتا ہے۔ دور نبوی اور دور خلافت راشدہ اس کی درخشاں مثال ہے۔

ہم سب کو یہ بات سوچ لینی چاہیے وہ یہ کہ بغیر قربانی کے اسلام نافذ نہیں ہو سکتا۔